بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

وآتو النساء صدقاتھن نحلۃ

آج کل شادی بیاہ کے موقع پر ایک مسئلہ پر عموماً تکرار ہو جاتی ہے اور وہ ہے لڑکیوں کا مہر، کچھ لوگ ایسے مواقع پر شرعی مہر دریافت کرتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ شرعی مہر سوا بتیس روپے یا اسی کے لگ بھگ ہے اور اسے مہرِ فاطمی بتاتے ہیں۔ جبکہ کچھ لوگ مہر میں جائدادیں اور زیورات طلب کرتے ہیں اور بعض لوگ تو مہر اس قدر زیادہ مقرر کرتے ہیں کہ جو دولہا کے لئے ادا کرنا اگر ناممکن نہ ہو تو کم از کم دشوار تر ضرور ہو۔ اس کا مقصد بسا اوقات دولہا کو مجبور و بے بس کرنا ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنا حقِ طلاق کبھی استعمال نہ کر سکے۔ مگر شواہد یہ بتاتے ہیں کہ زوجین کے تعلقات میں کشیدگی اگر اپنی آخری حدیں عبور کر جائے تو کسی بھی قسم کی قدغن طلاق سے مانع نہیں ہو سکتی۔

مہر وہ مال ہے جو نکاح سے استفادہ شرعی کے لئے شوہر بیوی کو ادا کرتا اور اس سے حقوقِ زوجیت یا مباشرت کا مالک بنتا ہے۔ مہر کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ مہر قابلِ قدر Valuable مال ہو ایسی چیز مہر نہیں ہو سکتی جس کی کوئی قیمت نہ ہو، ایک حدیث شریف میں جسے ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے کہا گیا ہے کہ **لا مہر اقل من عشرۃ دراھم** (یعنی دس درہم سے کم کوئی مہر نہیں) سنن بیہقی کی اسی روایت کے پیشِ نظر فقہ حنفی میں مہر کی کم از کم مقدار دس درہم بتائی گئی ہے (جبکہ درہم چاندی کا ہو) جس کی موجودہ مالیت کوئی ۶۱۸،۳۰ گرام چاندی ہے۔ اور اگر درہم سونے کا ہو تو پھر ایک درہم ہے۔ دیگر فقہاء کے اقوال اس سلسلہ میں حسبِ ذیل ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کم از کم چوتھائی دینار (جبکہ دینار سونے کا ہو) اور تین درہم جبکہ درہم چاندی کا ہو۔ اس طرح یہ مقدار ۹،۱۸۵ گرام چاندی کے برابر بنتی ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
کے نزدیک مہر کی کم از کم مقدار کا کوئی تعین نہیں۔

مذکورہ بالا مقادیرِ مہر کے بیان کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی واضح کر دیا جائے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادیوں یا اپنے اصحاب کی صاحبزادیوں یا خود اپنی ازواج مطہرات کے مہر کی کیا مقدار مقرر فرمائی۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ ازواجِ مطہرات کا مہر پانچ سو درہم یعنی ساڑھے بارہ تولہ سونا تھا (بحوالہ صحیح مسلم) ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مہر

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ : امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

ساڑھے بارہ تولہ سونا تھا، جبکہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا مہر نجاشی شاہِ حبشہ نے چار ہزار درہم از خود مقرر و ادا کیا۔ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اس مہر کو برقرار رکھا۔

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا مہر چار سو مثقال یعنی ڈیڑھ سو تولہ چاندی تھا اور یہ جو مشہور ہے کہ مہرِ فاطمی انیس مثقال سونا تھا تو اس سے مراد مہرِ معجل ہے کیونکہ جنابِ علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ آپ کو مہر میں دی تھی جو انیس مثقال سونے کی تھی (مرقات شرح مشکوۃ)

مہر کی زیادہ سے زیادہ مقدار کتنی ہو اس کے بارے میں کوئی طے شدہ فارمولا نہیں بلکہ ایک معروف واقعہ کے مطابق ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مہر کی زیادہ مقدار مقرر کرنے پر عوام کو برسرِ منبر تنبیہ کی تو ایک قریشیہ خاتون نے ان کے منبر سے اترتے ہی ان سے کہا: امیر المؤمنین اللہ تعالی نے قرآنِ کریم میں کہا ہے وآتیتم احداھن قنطارا اور قنطار مال کے ڈھیر کو کہتے ہیں جب اللہ تعالی نے مہر میں ڈھیر سارا مال دینے کی اجازت دی ہے تو آپ اسے محدود کیوں کر فرما رہے ہیں؟ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک عورت عمر پر غالب آ گئی، چنانچہ آپ نے پھر خطبہ دیا اور کہا لوگو میں نے تمہیں زیادہ مہر مقرر کرنے سے روکا تھا مگر اب تم اپنی خوشی سے جس قدر مہر مقرر کرنا چاہو کرو (تفسیر ابنِ کثیر زیرِ آیت نمبر ۲۰)۔ پھر آپ نے مہر کی مقدار کا تعین لوگوں کی مرضی پر چھوڑ دیا۔

مذکورہ بالا احادیث وآثار سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ نے مہر کی زیادہ سے زیادہ کوئی مقدار مقرر نہیں کی۔ بلکہ اسے لوگوں کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ باہمی مشاورت سے اس کی کوئی بھی ایسی مقدار مقرر کر لیں جس میں فریقین کے لئے آسانی ہو۔ اسی آسانی کو حدیث شریف میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے خیر الصداقِ ایسرہ۔ رواہ الحاکم۔ (یعنی بہتر مہر وہ ہے جس کی ادائیگی آسان ہو)

ہاں البتہ ایسا مہر مقرر کرنا جس کی ادائیگی کی نیت یا ارادہ نہ ہو تو اس سے منع کیا گیا ہے۔ جیسا کہ طبرانی نے معجم میں ذکر کیا کہ قال رسول اللہ ﷺ ایما رجل تزوج امراۃ علی ما قل من المہر او کثر لیس فی نفسہ ان یؤدی الیہا حقہا لقی اللہ یوم القیامۃ وھو زان. (رواہ الطبرانی فی معجمہ الاوسط والصغیر)

یعنی: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے کسی عورت سے کم یا زیادہ مہر پر نکاح کیا اور اس کے دل میں اس حق مہر کی ادائیگی کا ارادہ نہیں تو قیامت میں اللہ کی بارگاہ میں وہ زناکار کی حیثیت میں پیش ہوگا۔

علماء کرام، خطباء، واعظین اور نکاح خواں حضرات کو چاہئے کہ وہ مہر کے سلسلہ میں عوام الناس کی صحیح رہنمائی کریں اور عوام میں رائج مختلف غلط نظریات کی تردید واصلاح کریں۔

فقہِ اسلامی کے تین سال:

الحمدللہ العزیز مجلّہ فقہِ اسلامی نے اپنے ابتدائی تین سال مکمل کر لئے ہیں اور ماہ محرم الحرام کی آمد کے ساتھ ہی یہ چوتھے سال میں قدم رکھ رہا ہے۔ گزشتہ برس کا اشاریہ مضامین اس شمارہ کے آخر میں دے دیا گیا ہے جس سے سالِ گزشتہ کے شماروں میں شائع ہونے والے مضامین پر ایک نظر ڈالی جا سکتی ہے، گزشتہ سال کے دوران ہمیں ہماری کوشش اور توقع سے کہیں کم تحقیقی و علمی مضامین دستیاب ہو سکے۔ لکھنے والے لوگ ان تحریروں میں زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں جو چلتی چلاتی اور اختلافی مباحث کو ہوا دیتی ہوئی تحریریں کہی جا سکتی ہیں۔ مثبت تحریروں کی طرف سے بے اعتنائی تاریک مستقبل کی نشاندہی کرتی ہے۔ جبکہ تابناک مستقبل کے لئے تحقیقی اور جامع تحریروں کا تسلسل (بالخصوص فقہ المعاملات کے حوالہ سے) انتہائی ضروری ہے۔ ہم مجلّہ فقہ اسلامی کے سال گزشتہ کے متعدد شماروں میں اہلِ علم و قلم کے نام یہ اپیل شائع کر چکے ہیں کہ وہ جدید فقہی موضوعات پر لکھنے کی طرف توجہ فرمائیں۔

بعض علماء کرام سے ہمیں برملا شکوہ ہے کہ وہ تحقیق کرنے اور لکھنے کی صلاحیتوں کے مالک ہونے کے باوجود اپنے مادی و دیگر مشاغل میں اس قدر مصروف ہو گئے ہیں کہ قلمی اعتبار سے اب انہیں اس بانجھ نسل ہی کا ایک حصہ کہا جا سکتا ہے جس کے علمی تحقیقی اور تحریری سوتے خشک ہو چکے ہوں، یہ وہ علماء کرام ہیں جن کی ذاتی و اداراتی لائبریریوں میں موجود کتب پر گرد کی ایک دبیز تہ جم چکی ہے۔ جنہیں کتاب کھول کر دیکھنے کی فرصت نہیں اور جو اپنے علمِ صدری کی بنیاد پر ہی فتاوی جاری فرماتے اور حافظہ و قوتِ حنجرہ کے بل بوتے پر خطاباتِ دل پذیر سے عوام کے قلوب کو گرمانے میں مصروف ہیں۔ انہی صاحبانِ علم میں بعض وہ ہیں کہ جو طائفۂ متصوفہ سے متعلق ہو کر اپنے متعلقین و متوسلین کے حلقہ میں ایسے مستغرق ہو گئے ہیں کہ وہ اس مصرعہ کو اپنے حق میں وارد تصور کرنے لگے ہیں:

صد کتاب و صد ورق در نار کن .... سوئے دل را جانب دل دار کن

اس طرح علم و تحقیق کا میدان غیر علماء کے ہاتھوں بازیچہ اطفال بن کر رہ گیا ہے چنانچہ نت نئی تحقیقات سامنے آ رہی ہیں ایک محقق نے حال ہی میں یہ دعوی کیا ہے کہ سنتیں صرف چالیس کے لگ بھگ ہیں وہ بھی جو حضرتِ ابراہیم علیہ السلام سے متوارث چلی آتی ہیں' ان کے علاوہ کوئی کام سنت نہیں' اور یہ بھی کہ رسول اللہ ﷺ دنیاوی امور (یعنی فقہ المعاملات) سے معاذ اللہ بے خبر تھے۔

ربِ کریم وقت کی نزاکتوں کا احساس کرتے ہوئے امتِ مسلمہ کے ہر فرد اور خصوصاً اہلِ علم کو اپنے فرائض کے ادارک و ادا کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆